سوال

(219) نماز میں عورت کا لباس

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورت کے لیے نماز میں کون سے اعضاء ڈھانکنے ضروری ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت کو سر سے پاؤں تک ڈھکنا چاہیے۔ بلوغ المرام میں ہے :

«عن ام سلمة انها سألت النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم اتصلی المرأة فی ورع وخمار بغیر ازار قال اذا کان الدرع سابغا یغطی ظهور قدمیها اخرجه ابوداؤد وصحح الائمة وقفه۔»

''یعنی اُم سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا عورت اوڑھنی اور کُرتے میں بغیر تہ بند کے نماز پڑھے فرمایا کہ جب کرتہ پاؤں کی پیٹھ ڈھانک لے تو اوڑھنی اور کرتہ میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ائمہ حدیث نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح کہا ہے یعنی اُم سلمہؓ کا قول بتلایا ہے۔''

سبل السلام شرح بلوغ المرام صفحہ 82 میں اس حدیث پر لکھا ہے : «وله حکم الرفع وان کا موقوفا اذ الاقرب ان لا مسرح للاجتهاد فی ذالک» یعنی اگر اُم سلمہؓ کا قول ہو تو بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں۔ اس حدیث سے پیروں کی پیٹھ ڈھکنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جن ملکوں میں عورتیں تہ بند باندھتی ہیں۔ ان کو تو آسانی ہے پاجامہ والیوں کو مشکل ہے ان کو چاہیے کہ چوڑی دار پاجامہ نہ پہنیں بلکہ کھلے پانچے والا پاجامہ بنائیں۔ تاکہ پاؤں کی پیٹھ ڈھکی جاسکے۔ اگر ایسا نہ کریں تو جرابیں پہن لیں۔ بہر صورت نماز کا معاملہ نازک ہے۔ اس میں ذرا احتیاط چاہیے۔ البتہ ہاتھ منہ ڈھکنے کا حکم نہیں کیونکہ حدیث میں ہے :

«لا یقبل اللہ صلوٰۃ حائض الا بخمار رواہ الخمسة الا النسائی» (منتقی ص 45)

''یعنی اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا۔''

کنز العمال میں ہے :

«عن عمر قال تصلی المرأة فی ثلاثة اثواب درع وازار وخمار (ش) وابن منیع (ہن) عن مکحول قال سألت عائشة فی کم ثوب تصلی المرأة فقالت ایت علیا فاسئلة ثم ارجع الی فاتی علیا فسألة

فقال فی درع سابغ وخمار فرجع الیھا واخبرہا فقالت صدق (ش) عن ابی اسحٰق ان علیا وشریحا کان یقولان تصلی الامۃ کما تخرج (ش)» (کنزالعمال جلد3 ص 143)

''یعنی عمرؓ فرماتے ہیں کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ کرتہ، تہ بند، اوڑھنی۔ مکحولؒ کہتے ہیں میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے فرمایا علیؓ سے پوچھ۔ پھر میرے پاس آ۔ حضرت علیؓ کے پاس آکر سوال کیا۔ توانہوں نے فرمایا: کرتہ یعنی پاؤں تک اور اوڑھنی۔ پھر حضرت عائشہؓ کو آکر خبر دی تو فرمایا کہ علیؓ نے سچ کہا اور ابی اسحٰق سے روایت ہے کہ علیؓ اور شریح رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لونڈی جس حال میں نکلتی ہے اسی حال میں نماز پڑھے۔'' (1)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورت کو نماز میں ہاتھ منہ ڈھانکنے ضروری نہیں۔ کیونکہ کرتہ اور تہ بند تو ہاتھ منہ کو ڈھانکتے ہی نہیں۔ رہی اوڑھی سو وہ بھی دستور کے مطابق ہاتھ منہ کو ڈھانکنے کے لیے نہیں۔ پس عورت کو نماز میں ہاتھ منہ ڈھانکنے کا حکم نہیں اور حضرت عمرؓ نے جو تین کپڑے بتلائے ہیں تو اُن کے بتانے کا یہ مطلب نہیں کہ تین کپڑے شرط ہیں بلکہ تین کا ذکر اکثر عادت کے لحاظ سے ہے ورنہ مقصود ان کا یہ ہے کہ عورت کا پردہ نماز میں مرد کی طرح نہیں۔ بلکہ ہاتھ منہ کے سوا سارے بدن کا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے دو ہی ذکر کیے ہیں۔ بخاری جلد اوّل ص 34 پر ہے۔ ب اب فی کم تصلی المرأۃ میں ہے "قال عکرمۃ لو وارت جسدہا فی ثوب جاز" یعنی اگر عورت اپنے بدن کو ایک کپڑے سے چھپالے تو اس کی نماز جائز ہے۔

نوٹ: یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ مرد کے کندھے بالاتفاق ستر نہیں۔ لیکن نماز میں حکم ہے کہ کندھوں پر بھی کوئی کپڑا ہو۔ سو یہ حکم اگر اس لیے ہے کہ نماز میں کندھے بھی ستر میں داخل ہیں۔ تو پھر کندھوں پر بھی موٹا کپڑا ہونا ضروری ہے جس کے نیچے سے کندھے نظر نہ آویں۔ جیسے ناف سے گھٹنوں تک ایسا ہونا ضروری ہے۔ اس صورت میں ململ کا باریک کرتہ کافی نہیں ہوگا۔ جیسے گرمیوں میں عموماً لوگ پہنتے ہیں۔ اگر یہ حکم زینت کے لیے ہے تو پھر باریک بھی کافی ہے۔ اس طرح عورت کو محرم کے سامنے سر وغیرہ ننگا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہے۔ ملاحظہ مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اوّل ص 524 تو اگر سر پر اوڑھنی کا حکم اس لیے ہے کہ نماز میں سر ستر ہے تو باریک اوڑھنی نماز میں جائز نہیں ہوگی اگر زینت کے لیے ہے تو جائز ہوگی اس سوال کا جواب ہم علماء پر چھوڑتے ہیں۔

محدث روپڑی رحمہ اللہ علیہ کے سوال کا جواب:

مولوی عبدالقادر حصاری نے محدث روپڑی کے مذکورہ بالا سوال کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

مرد عورت میں فرق ہے۔ مرد کے کندھوں پر باریک کپڑا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ عورت کے سر پر باریک اوڑھنی کافی نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عورت کا تمام بدن ہاتھ منہ کے سوا ستر ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ زینت ظاہرہ جس کو اس آیت میں ستر سے خارج کر دیا ہے۔ اس سے ہاتھ منہ مراد ہیں تفسیر ابن جریر میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ستر کا ڈھانکنا نماز میں ضروری ہے۔ اگر ہاتھ منہ خارج نماز میں ستر ہوتے تو عورت کو نماز میں ان کے ڈھانکنے کا بھی حکم ہوتا، (بلکہ بطریق اولیٰ ہوتا۔ کیونکہ نماز میں زیادہ احتیاط ہے۔ اس لیے عورت کی صحن کی نماز سے اندر مکان کی زیادہ فضیلت رکھتی ہے مگر نماز میں اُن کے ڈھانکنے کا حکم نہیں) پس معلوم ہوا کہ یہ زینت ظاہرہ ہیں۔ ستر نہیں۔ باقی تمام بدن ستر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہؓ نے اپنی بھتیجی عبدالرحمٰن کی بیٹی کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر اس کو گاڑھی پہنا دی اور اسماء بنت ابی بکر کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے ہاتھ منہ کے سوا بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے اور دحیہ بن خلیفہ کو آپ نے ایک باریک کپڑا دیا اور فرمایا اس کے دو حصے کر دیئے۔ ایک کی قمیض بنا لے اور دوسرا بیوی کو دے دے تاکہ اوڑھنی بنا لے اور بیوی کو حکم دے کر اس کے نیچے دوسرا کپڑا پہنے تاکہ نیچے سے اس کا بدن اور بال نظر نہ آئیں۔

اس قسم کے اور بہت دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ منہ کے سوا سر سے پیروں تک عورت کا بدن ستر ہے۔ محرموں کے سامنے اگرچہ سر وغیرہ ننگا کر سکتی ہے لیکن نماز میں زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے تاکہ کوئی قریبی غیر محرم نہ آجائے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر درست نہیں اور سبل السلام میں طبرانی کی حدیث ہے کہ عورت جب تک اپنی زینت نہ ڈھانکے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور لڑکی جب بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں بلکہ نماز میں پیروں کی

پیٹھ ڈھکنی بھی ضروری ہے اور یہ حکم عورت کے لیے بوجہ ستر کے ہے نہ زینت کے، اسی لئے عورت کے صحن میں نماز سے اندر کے مکان کی نماز بہتر ہے جو زیادہ ستر کی وجہ سے ہے بلکہ نماز میں عورت کی آواز بھی ستر ہے اسی لیے عورت امام کے بھولنے کے وقت سبحان اللہ نہیں کر سکتی بلکہ تصفیق (تالی مارنے) کا حکم ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی اخیری صف بہتر ہے اور اوّل صف (جو مردوں کے قریب ہے) بری ہے اور ایک اور حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انسؓ کے گھر نماز پڑھائی تو انسؓ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا اور اُم سلیمؓ والدہ انسؓ کو اکیلی پیچھے کھڑا کیا اس کی وجہ بھی کمال ستر ہے جو نماز سے مخصوص ہے۔

مرد کا ستر:

رہا مرد تو اس کا ستر صرف ناف سے گھٹنوں تک ہے نماز میں بھی اور خارج نماز میں بھی۔ اس لیے اتنا کپڑا گاڑھا ہونا چاہیے اور کندھے چونکہ ستر نہیں اس لیے ان پر گاڑھے کپڑے کی ضرورت نہیں۔ نماز میں کندھوں پر کچھ ہونے کا حکم بطور زینت کے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خذوا زینتکم عند کل مسجد یہ خطاب مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں کیونکہ ان کے لیے جُدا حکم ہے۔ پس مرد کی نماز کندھوں پر باریک کپڑے سے ہو جائے گی۔ جو مواضع جسم کے خارج نماز میں ستر نہیں وہ نماز میں کس وجہ سے ستر ہو سکتے ہیں۔ عورت کا سر تو نماز میں اس لیے ستر ہوا کہ وہ قبل نماز بھی ستر ہے۔ صرف محرم کے لیے رخصت ہے۔ لیکن نماز میں یہ رخصت نہ دی گئی۔ کیونکہ نماز میں احتیاط مد نظر ہے۔

جواب:

یہ مولوی عبدالقادر کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ مسئلہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے قریباً درست ہے عورت مرد میں کچھ فرق ہے۔ لیکن بعض اغلاط ہیں۔ ان کو ہم واضح کیے دیتے ہیں۔ تاکہ ہمارے احباب جیسے مسئلہ کی تحقیق میں کوشش کرتے ہیں۔ اپنے بیان کے ایک ایک لفظ میں بھی غور کیا کریں تاکہ تحریر نہایت پختہ ہو جائے۔ نیز ان اغلاط کی تفصیل سے مرد عورت کے پردے کا مسئلہ پوری روشنی میں آ جائے گا انشاء اللہ۔ پس سنیئے:

غلطی نمبر1

اخیر میں جو کہا ہے: ''عورت کا ستر تو نماز میں اس لیے ستر ہوا کہ وہ قبل نماز بھی ستر ہے۔'' یہ اُوپر کے بیان کے خلاف ہے۔ کیونکہ اوپر کہہ چکے ہیں کہ نماز میں عورت کی آواز بھی ستر ہے۔ حالانکہ خارج نماز میں ستر نہیں اور عورتوں کا تو کیا ذکر ہے ازواج مطہرات جس کا پردہ بالاتفاق سخت تھا۔ وہ ہمیشہ اپنوں اور بیگانوں کو مسائل بتلاتیں احادیث سناتیں اور اپنی ضروریات کے لیے بات چیت کرتیں۔

اسی طرح مرد کی بابت یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ جو مواضع جسم کے خارج نماز میں ستر نہیں وہ نماز میں کس وجہ سے ستر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم یکم دسمبر 1933ء کے پرچہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ خارج نماز میں گھٹنا یا کچھ ران کھل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خارج نماز میں یہ ستر نہیں۔ لیکن داخل نماز میں یہ ستر ہیں تو معلوم ہوا کہ خارج نماز اور داخل نماز کا ایک حکم نہیں نہ عورت میں نہ مرد میں۔

غلطی نمبر2

عورت کی بابت جو یہ کہا ہے کہ ''اس کو محرم کے سامنے اگرچہ سر ننگا کرنا جائز ہے لیکن نماز میں زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے تاکہ کوئی قریبی غیر محرم نہ آ جائے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں قریبی غیر محرم کے آنے کا کھٹکا نہ ہو وہاں بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھ سکتی ہے جیسے خارج نماز میں جہاں کسی کے آنے کا کھٹکا نہ ہو وہاں سر ننگے بیٹھ سکتی ہے۔ حالانکہ نماز میں غیر کھٹکہ والی جگہ میں بھی سر پر کپڑا ضروری ہے کیونکہ حدیث میں عام فرمایا ہے کہ عورت کی نماز بغیر خمار (اوڑھنی) کے قبول نہیں۔ اگر کہا جائے کہ حدیث میں لفظ

خمار ہے اور خمار کے معنی وہ شئے جو ڈھانک لے اور ڈھانکنا یہ ہے کہ شئے نظر نہ آئے پس ثابت ہوا کہ نماز میں عورت کے سر پر گاڑھا کپڑا ہونا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خمار کے اصل معنے بے شک یہی ہیں مگر اب اصل معنی سے نقل ہوکر اوڑھنی کا اسم ہوگیا ہے جس کا استعمال باریک میں بھی ہوتا ہے جیسے وحیہ بن خلیفہ کی حدیث میں ہے جو گذر چکی ہے۔

غلطی نمبر 3

تفسیر ابن کثیر میں زیر آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد لکھا ہے :

«ھذہ الایۃ الکریمۃ رد علی المشرکین فیما کانوا یعتمدونہ من الطواف عراۃ کما رواہ مسلم والنسائی وابن جریر واللفظ لہ من حدیث شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل عن مسلم البطینی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کانوا یطوفون بالبیت عراۃ الرجال والنساء الرجال بالنہار والنساء باللیل وکانت المرأۃ تقول

الیوم یبدو بعضہ او کلہ

فما بدا منہ فما احلہ

فقال اللہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد وقال العرفی عن ابن عباس فی قولہ خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ قال کان رجال یطوفون عراۃ فامرھم اللہ بالزینۃ وھو ما یواری السراۃ وما سوی ذالک من جید البز والمتاع فامروا ان یاخذوا عند کل مسجد ہکذا قال مجاہد وعطاء وابراہیم النخعی وسعید بن جبیر وقتادہ والسدی والضحاک ومالک عن الزہری وغیر واحد من ائمۃ السلف فی تفسیرہا انہا نزلت فی طواف المشرکین بالبیت عراۃ وقد روی الحافظ ابن مردویہ من حدیث سعید بن بشر والاوزاعی عن قتادۃ عن انس مرفوعا انہا نزلت فی الصلوٰۃ فی النعال وفی صحتہ نظر اللہ اعلم ولہذہ آلایۃ وما ورد فی معناہا من السنۃ یستحب التجمل عند الصلوٰۃ ولاسیما یوم الجمعۃ ویوم العید والطیب لانہ من الزینۃ والسواک لانہ من تمام ذالک ومن افضل اللباس البیاض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسرا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم وان من خیر الحالکم الاثمد فانہ یجلوا البصر وینبت الشعر ہذا حدیث جید الاسناد انتہی ملخصا۔» (ابن کثیر جلد 4 صفحہ 184)

''یہ آیت مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کے ردّ میں اتری ہے۔ مسلم، نسائی اور ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرک مرد عورت ننگے طواف کرتے مرد دن میں کرتے عورتیں رات میں کرتیں اور عورت طواف کرنے کے وقت یہ شعر پڑھتی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آج میری شرمگاہ کچھ یا ساری ننگی ہوجائے گی۔ پس جو ننگی ہوجائے اس کو میں کسی کے لیے حلال نہیں کرتی اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مرد ننگے طواف کرتے تو اللہ تعالیٰ نے انکو زینت کا حکم دیا اور زینت سے مراد شرمگاہ کا ڈھکنا ہے اور اس کے علاوہ دوسری زینت بھی اس میں داخل ہے جیسے اچھا کپڑا، اچھا سامان (خوشبو، مسواک وغیرہ) مجاہد رحمہ اللہ علیہ، عطاء رحمہ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ، قتادہ رحمہ اللہ علیہ، سدی رحمہ اللہ علیہ، ضحاک رحمہ اللہ علیہ اور مالک رحمہ اللہ علیہ نے زہری سے اور ان کی سوا بہت سے ائمہ سلف نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کی بابت اُتری ہے اور حافظ ابن مردویہ نے انسؓ سے مرفوع روایت کی ہے کہ یہ جوتوں میں نماز پڑھنے کی بابت اتری ہے۔ یعنی اس میں جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا ارشاد ہے۔ لیکن اس روایت کی صحت میں نظر ہے اور اس کی آیت کی وجہ سے اور جو اس قسم کی احادیث آئی ہیں ان کی وجہ سے نماز کے وقت زینت مستحب سمجھی گئی ہے خاص کر جمعہ اور عید کو اور خوشبو بھی مستحب ہے کیونکہ وہ زینت ہے اور مسواک بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے زینت پوری ہوتی ہے اور بہتر کپڑے سفید ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ بہتر کپڑے ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفن دو اور تمہارے بہتر سرموں کا اضمد (اصفہانی) ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو

روشن کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔''

اسی طرح ابن کثیر کے علاوہ دوسری تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ مشرکوں کے ننگے طواف کرنے کی بابت اُتری ہے۔ ہاں حکم اس کا عام ہے۔ اس میں شرمگاہ کا ڈھکنا بھی داخل ہے اور دوسری زینت بھی داخل ہے۔

پس اب مولوی عبدالقادر صاحب کا اس سے نماز میں کندھوں کے ستر نہ ہونے پر استدلال کرنا ٹھیک نہ ہوا۔ کیونکہ اس سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ کندھے ستر ہیں یا نہیں اس کو مردوں کے ساتھ خاص کرنا ٹھیک نہ ہوا کیونکہ عورتیں بھی ننگی طواف کرتی تھیں تو جیسی یہ مردوں کو شامل ہے عورتوں کو شامل ہوئی۔

کندھوں کے نماز میں ستر نہ ہونے کے لیے صحیح استدلال یہ ہے کہ خارج نماز میں کندھے بالاتفاق ستر نہیں تو نماز میں ستر ثابت کرنے کی بابت کوئی دلیل چاہیے جس میں کندھوں کے ڈھکنے کا حکم ہو۔ لیکن ایسی کوئی دلیل نہیں آئی۔ حدیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو کپڑے کا کچھ حصہ کندھوں پر ضرور ہونا چاہیے۔ اس سے دو یا تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ سارے کندھوں کا ڈھکنا ضروری نہیں بلکہ تھوڑا سا کپڑا بھی کندھوں پر کافی ہے۔ دوم یہ کہ اگر دو کپڑے ہوں تو جو تہ بند کے لیے ہے اس میں گاڑھا ہونے کی تو شرط ہے کیونکہ یہ ستر کے لیے ہے لیکن دوسرے کے لیے کوئی شرط نہیں آئی پس معلوم ہوا کہ خواہ وہ گاڑھا ہو یا باریک کافی ہے۔ ہاں اتنا شبہ ہوتا ہے کہ ایک کپڑے کی حالت میں جب ارشاد ہے کہ کچھ حصہ اس کا کندھوں پر ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ کندھوں کے جتنے حصے پر یہ کپڑا ہوگا اتنا ڈھکا ہوا ہوگا دکھائی نہیں دے سکتا تو شاید دوسرے کپڑے ہونے کے وقت بھی شارع کو یہی منظور ہو کہ کچھ کندھوں کا اس طرح سے ڈھکنا ضروری ہے کہ دکھائی نہ دے اس لیے میرے خیال میں احتیاطاً بہتر یہی ہے کہ نماز میں کندھے پر گاڑھا کپڑا ہو۔ اگرچہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ ایک کپڑے کی حالت میں جب اسی سے کچھ کندھوں پر ہوگا تو اس کو ڈھکنا لازم آجاتا ہے کیونکہ کپڑا گاڑھا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد ڈھکنا ہے تاکہ دوسرے کپڑے کا گاڑھا ہونا بھی ضروری سمجھا جائے۔ مگر پھر بھی عمل میں احتیاط بہتر ہے کیونکہ شارع کا مقصد ضروری طور پر تو ثابت نہیں ہوتا لیکن اس کے ہونے کا قوی احتمال ہے۔ اس لیے بہتر گاڑھا کپڑا ہی ہے بلکہ یہاں ایک اور قوی احتمال ہے وہ یہ کہ ایک کپڑے کے وقت کندھوں پر کچھ کپڑا ہونے کا حکم شاید مجبوری کے لیے ہے۔ کیونکہ ایک کپڑے میں عموماً تنگی ہوتی ہے پورے کندھوں پر آنا مشکل ہے دوسرا کپڑا ہونے کے وقت پورے کندھوں پر کپڑا ہو کچھ پر کفایت نہ کرنی چاہیے۔ لیکن یہ سب عملی احتیاط ہے۔ اگر کوئی کندھوں پر باریک کپڑا لے یا دوسرے کپڑے کے وقت کچھ کندھوں پر کفایت کرے تو اس کو بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں ہمیشہ بے احتیاطی غیر مناسب ہے اس سے بچنا چاہیے۔

غلطی نمبر 4

مولوی عبدالقادر صاحب نے نماز میں عورت کے حق میں سر کو ستر ثابت کرنے کے لیے کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ مگر اکثر شبہ سے خالی نہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ عورت کی صحن کی نماز سے اندر مکان کی نماز بہتر ہے یا یہ حدیث کہ عورتوں کی پہلی صف بہتر ہے اور پچھلی صف بُری ہے یا یہ حدیث کہ عورت کو پیچھے اکیلی کھڑا کیا۔ اس قسم کی احادیث سے اگر نماز میں سر کا ستر ہونا سمجھا جائے تو ہاتھ منہ کا ستر ہونا بھی سمجھا جائے گا۔ حالانکہ ہاتھ منہ نماز میں ستر نہیں۔

اگر کہا جائے کہ ہاتھ منہ کے نماز میں ستر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ خارج نماز میں ستر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سر بھی خارج نماز میں محرم سے ستر نہیں تو جب کسی قریبی غیر محرم کے آنے کا کھٹکہ نہ ہو اس وقت باریک کپڑا کافی ہونا چاہیے چنانچہ غلطی نمبر 2 میں ذکر ہوچکا ہے۔ اسی طرح حدیث وحیہ بن خلیفہ جس میں ذکر ہے کہ آپ نے ان کو اس کی بیوی کے لیے باریک اوڑھنی دی اور فرمایا اپنی بیوی کو حکم دے کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا پہنے اور حضرت عائشہؓ والی حدیث جس میں ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بھانجی کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر گاڑھی پہنا دی ان دونوں حدیثوں میں نماز کا ذکر ہی نہیں پس نماز میں سر کو ستر ثابت کرنے کی بابت ان کو پیش کرنا ٹھیک نہیں۔ خارج نماز میں تو جہاں کسی قریبی غیر محرم کے آنے کا خطرہ نہ ہو وہاں اوڑھنی اتار سکتی ہے مگر نماز میں کسی وقت نہیں اتار سکتی۔ چنانچہ یہ بھی غلطی نمبر 2 میں گزر چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خارج نماز اور داخل نماز کا ایک حکم نہیں اور غلطی نمبر 2 میں یہ بھی گزر چکی ہے کہ حدیث «لایقبل اللہ صلوۃ حائض الابخمار» (عورت کی نماز خدا بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا) بھی سر کے ستر ہونے پر دلالت نہیں کرتی پس اب صرف ایک حدیث رہ گئی جو سبل السلام نے طبرانی سے نقل کی ہے۔ یہ بے شک صاف طور پر نماز میں سر کے ستر ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن اس میں ایک راوی

عمرو بن ہاشم بیروتی ہے۔ تقریب میں اس کی بابت لکھا ہے: ''صدوق یخطی'' سچا ہے غلطیاں کرتا ہے دوسرا راوی اس میں یحیٰ بن ابی کثیر ہے جو عبداللہ بن ابی قتادہ سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے اور تقریب میں لکھا ہے «ثقۃ ثبت لکنہ یدلس ویرسل» بہت ثقہ ہے لیکن تدلیس اور ارسال کرتا ہے یعنی اپنے ملاقاتی (2) سے یا اپنے معاصر سے بغیر اس طرح روایت (3) کرتا ہے کہ سننے والے کو شبہ پڑے کہ سن کر روایت کی ہے۔ یہ عیب اس کے اندر ہے ایسے راوی کی اس قسم کی روایت کمزور ہوتی ہے اور عمرو بن ہاشم میں بھی کچھ کمزوری ہے۔ پس ان دو راویوں کی وجہ سے یہ روایت پوری تسلی بخش نہیں رہی۔ ہاں کچھ صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ ایک تو اس میں کمزوری معمولی ہے۔ دوسرے اس کے خلاف کوئی روایت نہیں۔

غلطی نمبر 5

یہاں تک تو احادیث کے متعلق گفتگو تھی اب آیہ کریمہ ولا یبدین زینتھن الایۃ اور آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد کی بابت سنیئے۔ یہ دونوں آیتیں نماز میں عورت کے سر کے ستر ہونے پر زبردست دلیل ہیں۔ مگر مولوی عبدالقادر صاحب نے دوسری آیت کو تو مرد کے کندھوں وغیرہ سے خاص کر دیا اور پہلی کی تقریر ایسی کی جس پر یہ اعتراض بدستور رہا کہ عورت خارج نماز میں جہاں غیر محرم کے آنے کا اندیشہ نہ ہو سر سے کپڑا اتار سکتی ہے تو نماز میں ایسے موقعہ پر سر پر باریک کپڑا کیوں نہیں لے سکتی؟

مولوی عبدالقادر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے کہ نماز میں زیادہ احتیاط برتا گیا تاکہ کہیں قریبی غیر محرم نہ آجائے۔ مگر یہ جواب کمزور ہے کیونکہ قریبی غیر محرم کا خطرہ نہ کوئی عام شئے ہے نہ اکثری ہے تو اس کی وجہ سے علی العموم ہر نماز میں سر پر گاڑھے کپڑے کے حکم دینے کی کوئی وجہ نہیں؟ ہاں جہاں قریبی غیر محرم کا خطرہ ہو وہاں گاڑھے کپڑے کا حکم ہونا چاہیے۔ جہاں خطرہ نہ ہو وہاں نہ ہونا چاہیے۔

ہم پہلی آیت کی ایسی تقریر کرتے ہیں جس سے یہ اعتراض بھی دور ہو جائے اور عورت کے سر کا نماز میں ستر ہونا بھی ثابت ہو جائے۔ پس سنیئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زینت کی دو قسمیں بتلائی ہیں۔ ایک ظاہر زینت ایک غیر ظاہر یعنی باطنی زینت۔ ظاہر زینت سے مراد خواہ ہاتھ منہ وغیرہ ہوں۔ جیسے عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں یا بدن کے کپڑے مراد ہوں جیسے عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس کے سوا باقی تمام بدن عورت کو اس آیت میں باطنی زینت قرار دیا ہے جس میں سر بھی داخل ہے اور ستر سے مراد باطنی زینت ہے۔ پس سر ستر ہوا اور اس بات پر اجماع ہے (جیسے ابن جریر میں ہے) کہ جو ستر ہے اس کا نماز (4) میں ڈھانکنا ضروری ہے۔ پس نماز میں سر کے ڈھانکنے پر اجماع ہوا۔ اب اگر یہ تفصیل کریں کہ جو شئے بعض سے ستر ہے بعض سے ستر نہیں اس کا نماز میں ہمیشہ ڈھانکنا ضروری نہیں تو اس سے لازم آئے گا کہ عورت کو نماز میں ناف سے گھٹنوں تک بھی ہمیشہ ڈھانکنا ضروری نہ ہو کیونکہ ناف سے گھٹنوں تک اگرچہ محرم اور غیر محرم سے ستر ہے لیکن خاوند سے ستر نہیں پس چاہیے جہاں خاوند کے سوا کسی اور کے آنے کا خطرہ نہ ہو وہاں باریک آزار سے عورت کی نماز ہو جائے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں پس معلوم ہوا کہ ستر سے مراد عام ہے۔ خواہ بعض سے ستر ہو یا تمام سے۔ اس بناء پر عورت نماز میں کسی وقت سر پر باریک کپڑا نہیں لے سکتی کیونکہ سر اگرچہ محرم سے ستر نہیں لیکن غیر محرم سے تو ستر ہے۔

اسی سطرح آیتہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد (نماز وغیرہ کے وقت زینت پکڑو) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں عورت کو سر ڈھانکنا ضروری ہے کیونکہ یہ آیت زینت باطنی کو شامل ہے چنانچہ غلطی نمبر 3 میں گزر چکا ہے کہ اس کا نزول ننگے طواف کرنے کی تردید میں ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ عورت کا سر زینت باطنی میں داخل ہے پس اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ نماز کے وقت عورت کو سر ڈھکنا ضروری ہے۔

نوٹ اول

اس آیت سے بھی اُوپر کے اعتراض کا جواب ہو گیا۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ عورت کو نماز میں سر وغیرہ پر کپڑا لینے کا حکم کیوں ہے؟ کیا غیر سے ستر کے لیے ہے یا اس کو ایسی حالت بنانے کا حکم ہے جس میں ستر ہو۔ خواہ کسی کے آنے کا خطرہ ہو یا نہ ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر سے ستر کے لیے نہیں۔ بلکہ اس لیے ہے کہ اس میں زینت ہے اور اُوپر کے اعتراض کی بناء پر تھی کہ غیر سے ستر کے لئے ہو پس جب بنا ٹوٹ گئی تو اعتراض بھی ٹوٹ گیا۔

نوٹ دوم

طبرانی کی حدیث جو صاحب سبل السلام نے ذکر کی ہے اگرچہ اس میں کچھ کمزوری ہے لیکن ان آیتوں کے ساتھ مل کر ایک زبردست دلیل بن گئی۔ خاص کر جب اس کے اور موید ات بھی ہیں۔ ایک مؤیدیہ ہے کہ اس زمانہ میں گاڑھی اوڑھنی کا دستور تھا۔ چنانچہ حضرت عائشؓ نے اپنی بھتیجی حفصہ کی باریک اوڑھنی پھاڑ کر گاڑھی دے دی اور وحیہ بن خلیفہ کو آپ نے باریک اوڑھنی دی اور فرمایا اپنی بیوی کو کہہ دے کہ اس کے نیچے اور کپڑا پہنے اور بخاری صفحہ 34 باب فی کم تصلی المراۃ میں ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں: اگر عورت ایک کپڑے سے اپنا سارا بدن چھپالے تو جائز ہے۔ جب گاڑھی اوڑھنی کا دستور تھا تو اس دستور کے مطابق آپ نے فرمایا اوڑھنی کے بغیر عورت کی نماز نہیں اور اسی لیے عکرمہ نے بدن چھپانے کا ذکر کیا بدن پر صرف کپڑا لینے کا۔

دوسرا مؤیدیہ احادیث ہیں:

(1) «ایاکم والتعري فان معکم من لایفارقهم الاعند الغائط وحین یفضی الرجل الی اهله فاستحیرهم واکرموا هم رواه الترمذي» (مشکوۃ باب النظر الی المخطوبۃ فصل 6)

''پاخانہ اور بیوی کے پاس جانے کے سوا ننگا ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہیں جو تم سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتے۔ پس ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کرو۔''

(2) «احفظ عورتک الامن زوجتک اوماملکت یمینک قلت یارسول افرایت اذاکان الرجل خالیاقال فالله احق ان یستحیی منه» (حوالہ مذکورہ فتح البیان جلد 6 صفحہ 297 زیر آیہ و یحفظن فروجهن بحوالہ بخاري وغیرہ)

عورت اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا اگر آدمی اکیلا ہو۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ شرم کے زیادہ لائق ہے فرشتوں اور خدا سے پردہ تو نہیں ہوسکتا۔ مگر مقصود یہ ہے کہ ان کے سامنے ایسی حالت بنانی چاہیے جیسے پردے کی ہے کیونکہ اس میں ان کی عزت ہے اور یہ حکم خارج نماز میں خواہ ضروری نہ ہو نماز میں ضروری ہے کیونکہ انسان خدا کے دربار میں ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں ادب کرنا لازم ہوجاتا ہے جیسے نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنا اور سامنے جوتا (5) رکھنا منع ہے اور عورت کے لیے سر ستر ہے پس اس کا ڈھانکنا بھی عورت کیلئے نماز میں ضروری ہوا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اصل مقصود ستر ڈھانکنے سے ستر کی حالت بنانا ہے نہ کہ غیر محرم سے ستر کرنا چنانچہ نوٹ اوّل میں گزرا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

---

(1) لونڈیاں کاروبار کے لیے عموماً سادہ حالت میں نکلتی ہیں۔ جیسے عام طور پر گوار عورتوں کی حالت ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی اسی حال میں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ برخلاف آزاد عورت کے کہ وہ اس حال میں نماز پڑھ سکتی ہے بلکہ ہاتھ منہ کے سوا سب بدن ڈھانک کر پڑھے۔

(2)تدلیس اور ارسال میں یہ فرق ہے کہ تدلیس میں ملاقاتی ہونا شرط ہے اور ارسال میں معاصر ہونا۔12

(3) مثلاً کہے عن فلان یا قال فلان اور اس (فلان) سے سنا نہ ہو ایسے راوی کی روایت بغیر تصریح سماع کے کمزور ہوتی ہے۔ ہاں اگر سماع کی تصریح کرے مثلاً کہے سمعت فلاناً (میں نے فلاں سے سنا) یا حدثنی فلان (مجھے فلاں نے حدیث سنائی) تو اس وقت وہ کمزوری دور ہوجائے گی۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں تدلیس کے 5 مراتب لکھے ہیں: اوّل یہ کہ تدلیس شاذونادر ہو۔ ایسے راوی کی روایت کمزور نہیں ہوتی جیسے یحیٰی بن سعید الانصاری۔ دوم یہ کہ تدلیس اُس کی کچھ زیادہ ہے لیکن وہ بڑا محدث رحمہ اللہ علیہ اور فن حدیث کا امام ہے۔ اس کی درست احادیث کے مقابلہ میں تدلیس بہت تھوڑی ہے۔ اس کی حدیث کو ائمہ حدیث لے لیتے ہیں جیسے سفیان ثوری اسی طرح جو ثقہ سے س تدلیس کرے۔ (مثلاً اس نے زید سے روایت سنی اور زید نے عمرو سے اور عمرو اس کا ملاقاتی ہے تو اس نے زید کو حذف کرکے عمرو کا نام لے کر عن عمرو کہہ دیا۔ حالانکہ اس نے عمرو سے نہیں سنی لیکن زید

جس کو اس نے حذف کیا ہے وہ ثقہ ہے۔ پس جب اس کے اقرار سے یا تحقیقات سے معلوم ہوجائے کہ یہ ثقہ سے تدلیس کرتا ہے یعنی جس کو حذف کرتا ہے وہ ثقہ ہوتا ہے تو اس کی حدیث کو بھی ائمہ حدیث لے لیتے ہیں۔ جیسے سفیان بن عینیہ اور یحییٰ بن کثیر جس کا ذکر یہاں ہورہا ہے اس کو بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے تدلیس کے مرتبہ دوم میں شمار کیا ہے۔ سوم جو بہت تدلیس کرے اس کی حدیث کو ائمہ بغیر تصریح سماع کے نہیں لیتے خواہ سماع کی تصریح کرے یا نہ کرے جیسے ابوالزبیر مکی جو حدیث (قراءۃ الامام قرأۃ لہ) کا راوی ہے۔ چہارم جس کی حدیث تصریح سماع کے بغیر بالاتفاق مردود ہے کیونکہ اس کی تدلیس ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت ہے جیسے بقیہ بن الولید۔ پنجم تدلیس کے سوائے کوئی اور عیب بھی ہو۔ اس کی حدیث ہر صورت میں مردود ہے خواہ سماع کی تصریح کرے یا نہ۔ ہاں اگر اس میں تھوڑا ضعف ہو تو اس کی روایت تائید وغیرہ کا کام دے سکتی ہے جیسے عبداللہ بن لہیعہ اس میں تدلیس کے علاوہ اختلاط حافظ کا عیب بھی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے مرتبہ دوم کی بابت جو کچھ لکھا ہے کہ اس کی حدیث کو ائمہ حدیث لے لیتے ہیں اس میں نظر ہے کیونکہ سلیمان تیمی جو حدیث (واذاقراء فانصتوا) کا راوی ہے اس پر امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے جزء القراۃ میں تدلیس کا اعتراض کیا ہے جس سے امام بخاری کا مقصود حدیث (واذاقراء فانصتوا) کا راوی کی کمزوری بتلانا ہے۔ حالانکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے سلیمان تیمی کو تدلیس کے مرتبہ دوم میں شمار کیا ہے تو چاہیے تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ اس کی حدیث کو لے لیتے اور کمزور ثابت نہ کرتے۔ 12

(4) نماز میں اس ستر کے ڈھانکنے پر اجماع ہے جس کو کھولنے میں ایک طرح کی بے شرمی ہے۔ جس میں ہاتھ منہ وغیرہ کے سوا عورت کا سارا بدن داخل ہے۔ محرم کے سامنے سر وغیرہ کے کھولنے کی اجازت اس لیے ہے کہ ہر وقت سر وغیرہ پر کپڑا رکھنا مشکل ہے۔ اس مجبوری اور ضروری کی وجہ سے شرع نے اجازت دے دی اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو عورت کو محرم کے سامنے تو کیا تنہائی میں بھی سر وغیرہ کا کھولنا اچھا نہ ہوتا۔ کیونکہ جس کے کھولنے میں ایک طرح کی بے شرمی ہو۔ اس کو بغیر ضرورت کے کھولنا اچھا نہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ 12

(5) تھوک کی حدیث مشکوۃ وغیرہ میں موجود ہے اور جوتے کی طبرانی صغیر صفحہ 165 میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں «عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا خلع احدکم نعلیہ فی الصلوۃ فلا یجعلھما بین یدیہ فیاثم بھما اخوہ المسلم ولکن لیجعلھما بین رجلیہ» ۔ ''جب کوئی تم سے نماز میں جوتا اتارے تو آگے نہ رکھے تاکہ جوتا کی اقتدا لازم نہ آئے نہ پیچھے رکھے تاکہ اس کے پچھلے بھائی کی اقتداء جوتا کے ساتھ لازم نہ آئے لیکن دو پاؤں کے درمیان رکھے۔''

فتاویٰ اہلحدیث

ستر کا بیان، ج1ص294

محدث فتویٰ